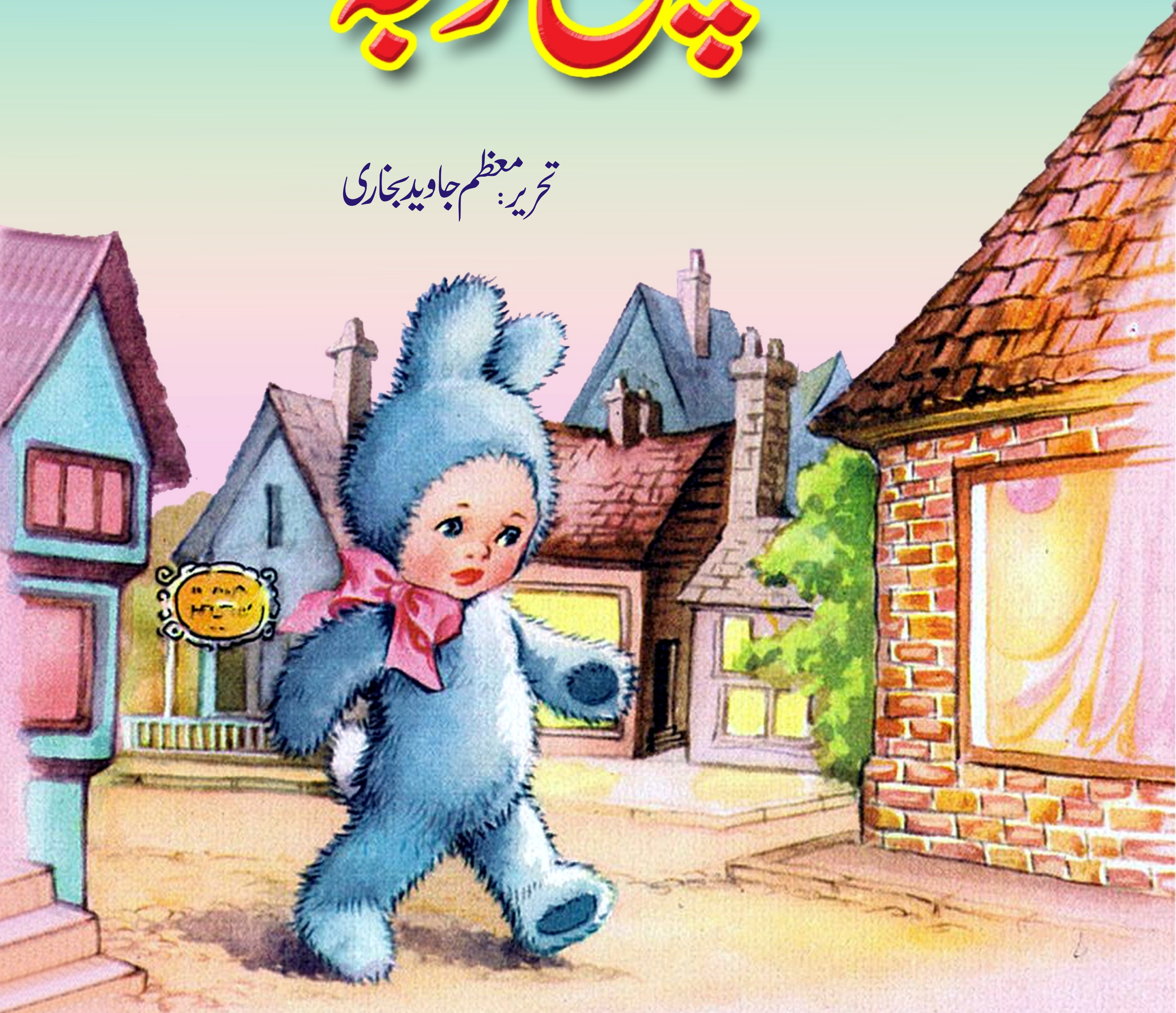
سچّی توبہ

تحریر: معظم جاوید بخاری



سچی توبہ

تحریر: معظم جاوید بخاری

وہ ایک ننھامنا اور پیارا گڈا تھا۔ سب لوگ اسے بنٹی کہہ کر بلاتے تھے۔ کچھ عرصہ پہلے تک سب لوگ اس سے بڑا پیار کرتے تھے، ہر وقت بانہوں میں اُٹھائے رکھتے اور اسے خوب پیار کرتے تھے۔ وہ اپنی توتلی زبان سے انہیں خوب خوش کیا کرتا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ دن بدلنے لگے۔ اسے بانہوں میں لینا چھوڑ دیا گیا، اب اسے کوئی پیار بھی نہیں کرتا تھا اور نہ ہی اس کی طرف دیکھتا تھا۔ وہ سارا دن کھلونوں والی الماری میں پڑا رہتا۔ دراصل اس سے کھیلنے والے بچے اب بڑے ہو چکے تھے اور ان کی مصروفیات کی نوعیت بدل چکی تھی۔ وہ بنٹی اور اس جیسے کھلونوں سے بالکل نہیں کھیلتے تھے۔ بنٹی اور دوسرے کھلونے، کھلونوں والی الماری میں محض زینت کیلئے پڑے رہتے تھے۔ کبھی کبھار کوئی ان کی طرف دیکھ تو لیتا مگر انہیں الماری سے باہر نکالنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا تھا۔ بنٹی سب دیکھتا رہتا اور دل ہی دل میں کڑھتا رہتا کہ اسے بے کار سمجھ کر ایک کونے میں ڈال دیا گیا ہے حالانکہ اس نے ان سب لوگوں کو خوب ہنسایا اور محظوظ کیا تھا۔ وہ کھلونوں والی الماری میں تنہا نہیں تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک سنہرے





بالوں والی باربی، ایک زرد رنگ کا ملائم بالوں والا ٹیڈی بیئر، ایک ڈھول بجانے والا بندر، ایک ناچنے والا چوہا، ایک لٹو اور دوسری کئی چیزیں بھی موجود تھیں مگر بنٹی کا دل ہمیشہ اداس ہی رہتا تھا۔ وہ اپنے ساتھی کھلونوں کو جب دیکھتا تو اسے ایسے لگتا، جیسے وہ سب قیدی ہوں۔ باربی خاموش رہتی تھی اور ہمیشہ اپنے سنہری بالوں کو سنوارتی رہتی۔ پہلے پہل دوسرے کھلونوں نے بنٹی کو بڑا سمجھایا بجھایا کہ اُداس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ خدا کا شکرادا کرو کہ ہم سب کوڑے کے ڈھیر کے بجائے اس خوبصورت اور صاف ستھری الماری میں رہتے ہیں، ان لوگوں نے ہمیں فضول اور بے کار سمجھ کر کوڑے دان میں پھینک نہیں دیا۔ بنٹی نے ہمیشہ اپنے ساتھیوں کی مخالفت کی اور ان کی باتوں کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ جب کافی عرصہ بیت گیا اور گرد پڑنے سے بنٹی کے کپڑے میلے ہو گئے تو اس نے فیصلہ کرلیا کہ اسے باقی کی زندگی اس الماری میں نہیں گزارنا چاہئے۔ اس نے کافی سوچ بچار کے بعد طے کیا کہ وہ اس گھر کو چھوڑ دے گا۔ اس نے جب اپنے ارادے کا اظہار ساتھی کھلونوں پر کیا تو انہوں نے اسے باہر جانے سے منع کیا مگر بنٹی تو طے کر چکا تھا کہ اسے اب اس الماری میں نہیں رہنا ہے، اس لئے ایک دن صبح کے وقت وہ دھیرے سے الماری سے کھسک کر باہر نکلا۔ اس کے ساتھی کھلونے سو رہے تھے۔ اس نے ساتھیوں کو الوداع کہا اور گھر کا دروازہ کھول کر

باہر نکل آیا۔ باہر ہلکی ہلکی روشنی پھیلی ہوئی تھی اور موسم کافی سرد تھا۔ بنٹی کو گلیوں میں گزرنا بڑا اچھا لگا۔ وہ کھلی فضا میں آزاد گھوم رہا تھا۔ وہ مختلف مکانوں کے آگے سے گزرتا ہوا نا معلوم منزل کی طرف بڑھتا رہا۔ ایک عرصے کے بعد پیدل چلنا اسے بڑا بھلا لگ رہا تھا۔ رگ و پے میں عجیب سی خوشی چھائی ہوئی تھی۔ وہ بلا سوچے سمجھے چلتا رہا۔ مکانوں کے بند دروازے دیکھتا رہا اور چلتا رہا۔ دیکھتے ہی دیکھتے سورج نکل آیا اور ہر طرف دُھوپ پھیل گئی۔ سردی کے موسم میں دھوپ کی گرمی بنٹی کو بھلی لگی۔ اسے ساتھی کھلونوں پر افسوس ہونے لگا کہ وہ اپنی حماقت کی وجہ سے اس الماری میں مقید ہیں حالانکہ الماری سے باہر کی دُنیا بڑی خوبصورت اور دلکش ہے۔ وہ سارا دن شہر کی گلیوں میں سیر کرتا رہا۔ لوگ اس کے پاس سے گزرتے رہے مگر کسی کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ اس پر توجہ دیتا۔ بنٹی کو آزادی کی اتنی مسرت ہو رہی تھی کہ اس نے لوگوں کی بے توجہی پر ذرا سا بھی دھیان نہیں دیا حالانکہ وہ اسی رویئے پر الماری میں کڑھتا رہتا تھا۔ پھر دن ڈھل گیا اور شام کے سائے گہرے ہونے لگے۔



بنٹی چلتے چلتے ایک چھوٹے سے باغیچے میں پہنچ گیا تھا۔ باغیچے میں پڑے ہوئے بنچ کو دیکھ کر اسے تھکاوٹ کا احساس ہوا۔ اس نے جوش و خروش میں تمام دن جی بھر کے سیر کی تھی۔ وہ آرام کی غرض سے بنچ پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ ہوا میں خنکی بڑھنے لگی اور پھر سرد ہواؤں کے جھونکے چلنا شروع ہو گئے۔ بنٹی کو اب سردی لگنے لگی کیونکہ اس کے بدن پر جو لباس تھا وہ سردی کو روکنے کیلئے ناکافی تھا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ سرد ہوا کے ساتھ ساتھ برفباری شروع ہو گئی۔ پہلے پہل تو برف کے روئی جیسے گالے بنٹی کو نہایت اچھے لگے اور وہ ان سے لطف اندوز ہوتا رہا



مگر جونہی اس کے کپڑے بھیگے تو سردی کے مارے اس کی جان پر بن گئی۔ وہ بری طرح کپکپانے لگا۔ بنچ یخ بستہ ہو چکا تھا۔ بنٹی کو سجھائی نہیں دے رہا تھا کہ وہ اب کیا کرے؟ قریب نہ تو کوئی ایسی آڑ تھی جہاں وہ چھپ کر برفباری اور سرد ہواؤں سے بچ سکتا اور نہ ہی کہیں آگ روشن دکھائی دی جس کی حرارت سے وہ خود کو اس سردی سے محفوظ رکھ سکتا۔ وہ کافی دیر تک اس مصیبت کو برداشت کرتا رہا مگر وہ پل آ ہی گیا جب اس کی برداشت جواب دے گئی اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اسے اب رہ رہ کر یاد آ رہا تھا کہ اس کے ساتھی گرم الماری میں سکون سے لیٹے آرام کر رہے ہیں جبکہ وہ کھلی فضا میں بے سہارا اور تنہا سردی میں ٹھٹھر رہا تھا۔ اسے اب خود پر تاسف ہونے لگا کہ وہ ناشکرا ہے جو اللہ کے عطا کردہ سکون کو دھتکار کر فریب کے پیچھے بھاگ نکلا۔ گرم الماری میں بے شک دُنیا کی رنگینیاں تو نہیں تھیں مگر تحفظ اور آرام کی نعمت کی کوئی کمی نہیں تھی۔ وہ ٹھنڈے بنچ سے اترا اور اس کے نیچے کے خلا میں گھس گیا۔ یہاں ہوا کی تیزی کسی قدر کم تھی اور برفباری بھی براہ راست نہیں پڑ رہی تھی۔ وہ سردی میں ٹھٹھرتا رہا، کپکپاتا رہا اور اپنی غلطی پر آنسو بہاتا رہا۔ ہر طرف عجب سا سناٹا چھا چکا تھا، وہ شہر جہاں دن بھر چہل پہل ہوتی رہی،



اب ویرانی کا نظارہ پیش کر رہا تھا۔ دل کو دہلا دینے والی ویرانی اور خاموشی سے بنٹی کا دل کانپ رہا تھا۔ جب کبھی کہیں دور سے کتے کے بھونکنے کی آواز سنائی دیتی تو اس کے دل بری طرح اچھلنے لگتا۔ یہ کیسی آزادی تھی جسے پا کر اس کا سکون غارت ہو گیا تھا۔ وہ زاروقطار روتا رہا اور اپنے رب کے حضور گڑگڑاتا رہا۔ اس نے غلطی کی تھی، اللہ کی عطا کردہ نعمت کو جھٹلایا تھا۔ وہ اسی کشمکش میں جانے کب نیند کی وادیوں میں اتر گیا۔ نیند میں پہنچتے ہی سردی کا احساس کم ہو گیا اور تنہائی و تکلیف ٹل گئی۔ وہ نیند میں ہوتا ہوا خواب کے گلستان میں پہنچ چکا تھا۔ وہاں اس کے سب ساتھی، دوست موجود تھے جو ایک خوبصورت باغ میں اودھم مچا رہے تھے۔ بنٹی کو یہ سب دیکھ کر بڑا بھلا لگا۔ اچانک اسے خیال آیا کہ کہیں یہ سب خواب تو نہیں، وہ تو کچھ ہی لمحے پہلے سردی میں ٹھٹھر رہا تھا۔ برف کے روئی جیسے گالے پتھروں کی سی چوٹ لگا رہے تھے۔ اس نے خود کو ٹٹولا۔ مگر وہ خواب میں ہی مطمئن ہو گیا کہ یہ سچائی ہے۔ اس نے صدق دل سے اللہ کا شکر ادا کیا اور خود سے عہد کیا کہ اب وہ اللہ کی نعمت کو کبھی نہیں جھٹلائے گا۔ اس کے سب ساتھیوں نے اسے کھیلنے کی دعوت دی۔ وہ ان کے ساتھ کھیل میں شریک ہو گیا۔ وہ کھیلتا رہا، اودھم چوکڑی مچاتا رہا۔ اسے خود بھی یاد نہ رہا کہ وہ کتنی دیر تک کھیل میں مگن رہا تھا۔ اچانک اسے عجیب سا احساس ہوا۔ لطیف اور گرمائی سے بھرپور احساس۔ کوئی اس کے بدن کو سہلا رہا تھا۔ ہاتھوں کی گرمی سے اس کے جسم میں زندگی بیدار ہونے لگی۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟ اس نے خود سے سوال کیا۔ اس کے ساتھی اس کی نگاہوں سے ہٹتے چلے گئے۔ وہ انہیں واپس بلانا چاہتا



تھا مگر ایک عجیب سا خوف اس پر طاری ہو گیا اور آواز حلق سے باہر نہ نکل پائی۔ اس نے اپنی پوری قوت جمع کر کے چیخنا چاہا تو اس کی آنکھوں کے سامنے روشنی کی چادر تنتی چلی گئی۔ اس کی آنکھیں کوئی اور ہی منظر دیکھ رہی تھیں۔ اس نے سر گھما کر ادھر ادھر دیکھا۔ وہ ایک ننھی منی سی لڑکی کی بانہوں میں تھا جو اس کے جسم کو پیار سے سہلا رہی تھی۔

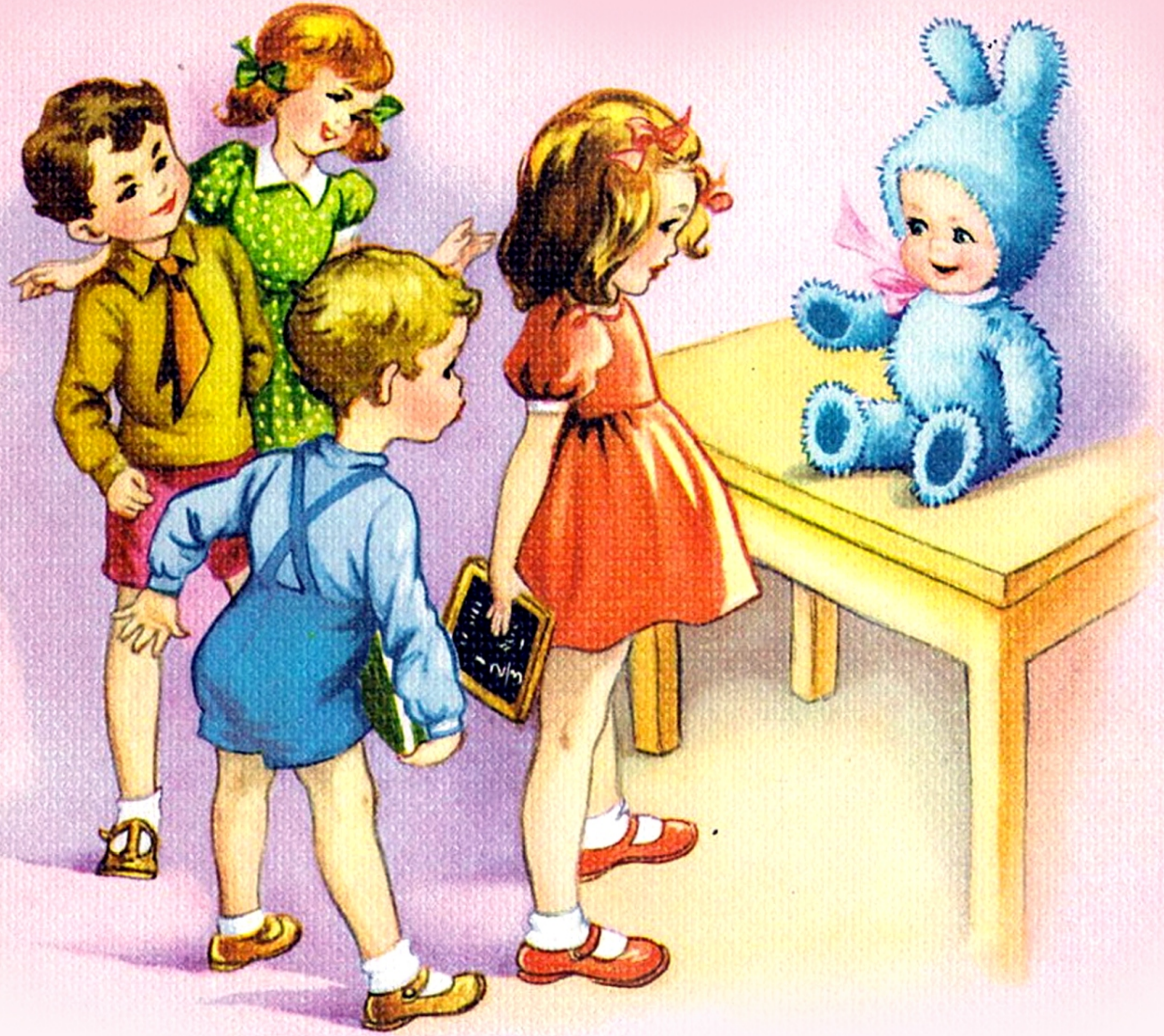
قریب کئی دوسرے بچے بھی آتے جاتے دکھائی دے رہے تھے۔ بنٹی کو سمجھ میں آنے لگا کہ وہ باغ میں کھیل کا منظر محض خواب ہی تھا اور اب وہ جو کچھ دیکھ رہا ہے۔ وہ حقیقت ہے۔ اس کے چہرے پر ایک بار پھر افسردگی چھا گئی۔ ننھی لڑکی نے اسے پیار سے پچکارا اور اپنے ساتھیوں کو چڑاتی ہوئی دکھائی دی۔ شاید وہ ایک گڈا پا کر خوش ہوئی تھی جبکہ اس کے ساتھیوں کے چہرے پر ناگوار تاثرات پھیلے ہوئے تھے شاید انہیں میلا کچیلا گڈا بالکل پسند نہیں آیا تھا۔



وہ ننھی لڑکی ساتھیوں کی پرواہ کئے بغیر بنٹی کو لے کر اپنے گھر چلی آئی۔ بنٹی کے کپڑے ابھی تک گیلے تھے۔ سردی کا احساس بالکل ختم تو نہیں ہوا تھا البتہ ننھی لڑکی کی بانہوں کی گرمائی نے اسے کافی کم کر ڈالا تھا۔ ننھی لڑکی چہکتی ہوئی اپنی ماں کے پاس پہنچی اور اسے بتانے لگی کہ اسے یہ گڈا باغیچے کے بنچ کے نیچے پڑا ملا ہے، رات کی برفباری میں وہ بھیگ گیا ہے اور شاید اس کا مالک اسے چھوڑ گیا ہے۔ ننھی لڑکی کی ماں نے محبت بھری نگاہوں سے بنٹی کو دیکھا۔

گھر کے کام کاج سے فارغ ہو کر ماں نے بنٹی کے کپڑے اتار کر دھوئے اور سکھائے، بنٹی کو مل مل کر نہلایا۔ جب بنٹی نے





دُھلے اور اُجلے کپڑے پہنے تو وہ بالکل نیا دکھائی دیا۔ بنٹی خود کو آئینے میں دیکھ کر بے حد مسرور ہوا۔ ننھی لڑکی نے اسے اپنے کھیلنے کیلئے مخصوص کر دیا تھا۔ اس نے اسے گھر میں ایک طرف پڑی میز پر بٹھا دیا۔ اب وہ سارا دن وہیں بیٹھا رہتا تھا۔ صبح ننھی لڑکی سکول چلی جاتی اور دوپہر کو آنے کے بعد بنٹی سے ڈھیروں باتیں کرتی۔ وہ اس کیلئے سکول سے مزے مزے کی چیزیں بھی لاتی تھی۔ شام کو ننھی لڑکی کے دوست اکٹھے ہو جاتے اور بنٹی سے خوب کھیلتے۔ بنٹی بھی ان سے توتلی زبان میں باتیں کیا کرتا تھا۔ چھٹی والا دن تو بنٹی کیلئے بڑا سہانا دن ہوتا تھا۔ بنٹی بھول گیا کہ وہ کبھی کھلونوں والی الماری میں قیدی تھا۔ اس نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے اس کی توبہ قبول کر کے نئی زندگی اور نئی خوشیاں عطا کی تھیں۔ وہ ہفتے میں دو تین مرتبہ نہاتا اور اس کے کپڑے دھلتے۔ ننھی لڑکی کو اس کے ماں باپ نے کئی دوسرے کھلونے بھی لے کر دیئے۔ سب کھلونے بنٹی کے ساتھ سجتے رہے۔ ننھی لڑکی ان سب سے باری باری کھیلا کرتی مگر بنٹی سے تو اسے والہانہ لگاؤ تھا۔ پھر دنوں کو پر لگ گئے۔ وقت تیزی سے گزرتا چلا گیا۔ ننھی لڑکی بڑی ہوتی چلی گئی۔



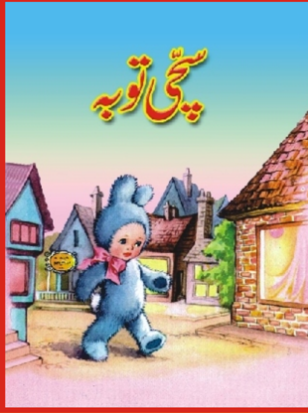
پھر وہی ہوا جس کا اندازہ بنٹی کو ہرگز نہیں تھا۔ ننھی لڑکی نے اس سے کھیلنا کم کر دیا۔ وہ ہفتے میں ایک آدھ بار اس سے کھیلتی۔ وقت نے پھر کروٹ بدلی تو اس ننھی لڑکی نے گھر کی دیوار میں بنی ہوئی ایک الماری میں اپنے سب کھلونے سجا دیئے۔

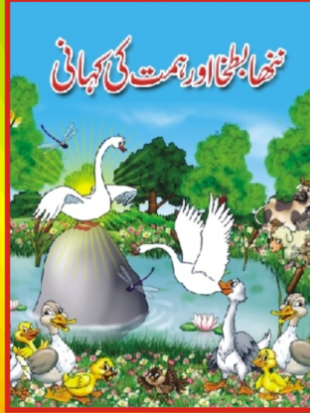
بنٹی بھی ان کے ساتھ رکھ دیا گیا۔ ننھی لڑکی آتے جاتے الماری پر نگاہ ڈالتی اور مسکرا کر نکل جاتی۔ پہلے پہل تو ہفتے میں ایک بار الماری کی صفائی کر دی جاتی تھی مگر یہ سلسلہ ہفتوں سے مہینوں میں بدل گیا۔ بنٹی پر ایک بار پھر افسردگی چھا گئی مگر اب وہ اس الماری سے کہیں اور جانے کا ارادہ نہیں کر رہا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ قسمت ہر بار ساتھ نہیں دیتی۔ بار بار ایک ہی غلطی کرنے سے توبہ بھی اپنا اثر چھوڑ جاتی ہے۔ وہ دوسرے کھلونوں کے ساتھ صبر و قناعت کی زندگی بسر کر رہا تھا۔

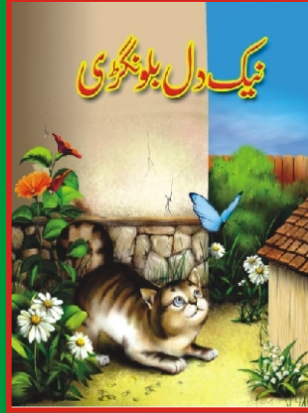
دیکھا بچو! جو ایک بار ٹھوکر کھا کر سنبھل جاتا ہے وہ دوبارہ کبھی ٹھوکر نہیں کھاتا۔



کہانیاں آپ سب کیلئے





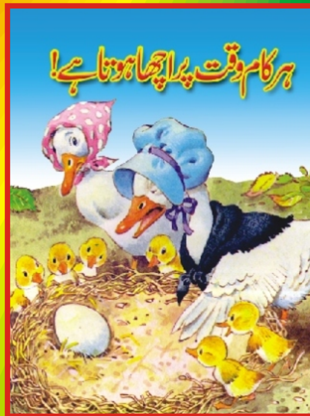


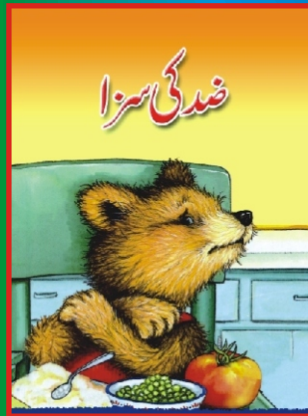


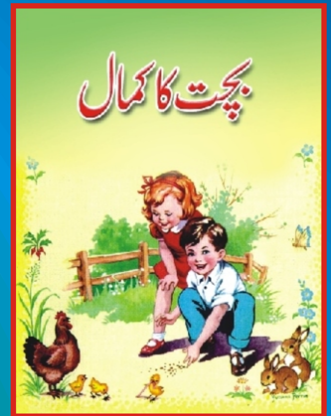












Nexage Digital Publishing Company 2nd floor, Rajpoot Market, Urdu Bazar Lahore, Pakistan

نیکس ایج ڈیجیٹل پبلشنگ کمپنی سیکنڈ فلور راجپوت مارکیٹ، اردو بازار لاہور پاکستان